نیو ایرا میگزین
New Era Magazine
کسب حیات
از ضوء ساطع
www.neweramagazine.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ناول. کسبِ حیات

از. ضوء ساطع

"قسط نمبر :10 "ہاں شاید یہی اتفاق ہے

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

☆☆☆☆☆

بجھی بجھی ہے صدائے نغمہ کہیں کہیں ہیں رباب روشن

ٹھٹھر ٹھٹھر کے گرے ہیں آنسو بکھر بکھر کے ہیں خواب روشن

سوال مبہوت سے کھڑے ہیں کہ جیسے سینوں میں دل نہیں ہیں

افق کے اس پار جا کے دیکھو شکستہ مضطر جواب روشن

وہ بیکسی ہے کہ العطش کی صدائیں خاموش ہو گئی ہیں

کہاں ہے کوئی حسین یارو کہ ہر طرف ہے سراب روشن

عجیب غم ناک ہیں ہوائیں لہو لہو ہے فضائے گنگا

تڑپتی موجیں شکستہ کشتی بجھے دیے اور حباب روشن

غلام گردش میں ہے اندھیرا ہے دم بخود سرخ سا سویرا

کفن پہن کر نکل چکے ہیں غریب باقرؔ نواب روشن

(باقر مہدی)

''''''''''''''''''

تین سال بعد....

وقت ریت کی مانند ہاتھ سے پھسلتے ہی گزر جاتا ہے لیکن جانے والے واپس نہیں آتے

صرف ان کی یادیں رہ جاتی ہیں....

ان تین سالوں میں بہت کچھ بدل گیا تھا. علی صاحب کو جوان بیٹے کی موت نے اندر سے توڑ کر رکھ دیا. اور یہ غم ان کی جان لے گیا. درینہ بیگم اب اور نڈھال ہو گئی تھیں. پہلے اپنے جوان بیٹا کا غم. اب شوہر کا غم لیکن وہ صرف اس بات پر کامل یقین رکھتی تھیں کہ وہ اللہ ہے ہر چیز کا مالک ہے. وہ ہر چیز سے باخبر ہے. وہی صبر دینے والا ہے. واقعی انہیں ایک بار پھر صبر آ گیا تھا.

تین سال پہلے فاطمہ نے وہ سیاہ فائل ریاض کو دے دی تھی. کئی اور ثبوت کے ساتھ ان کا کیس مضبوط ہو گیا لیکن عدالت میں پیش کرنے سے پہلے وہ ٹرک ڈرائیور کے بیٹے کو فیاضی کے آدموں نے اغوا کر لیا. باقی کے ثبوت بھی بدل دیے گئے. گھر کی پولیس اور وکیل ہونے کے باوجود ان کے کیس کا فیصلہ حق پر نہ ہو سکا. عدالت میں اس ٹرک ڈرائیور نے سارا الزام اپنے سر لے لیا. اور کیس کا رخ ہی بدل گیا. کمرا عدالت میں اس دن فیاضی کے ایک پیادے نے اپنے بیٹے کی جان کے بدلے اپنی جان قربان کر دی.

ریاض نے ان تین سالوں میں فیاضی کی حکومت کے دوران اتنے ثبوت تو جمع کر لیے تھے کہ وہ برباد ہو سکے. جن گھروں کو اس نے اجاڑا تھا. تباہ کیا تھا. ان کو انصاف مل سکے اور فرعون کا خاتمہ ہو سکے. لیکن شاید ابھی بھی ممکن نہ تھا....

دوبارہ علی صاحب کے آشیانے میں آؤ تو یہاں سوائے خاموشی اور دبی دبی دیواروں کی چیخوں کے کچھ سنائی نہیں دیتا تھا. مٹی اور اینٹوں سے تعمیر کی گئی ان دیواروں میں اس آشیانے کے مکینوں کی یادوں کی ایک داستان رقم تھی لیکن کون جانے؟

آشیانے کے صحن میں فاطمہ گاؤں کے بچوں کو ٹیوشن پڑھا کر اب ایمان کے ساتھ بیٹھی باتیں کر رہی تھیں. ان تین سالوں میں ایمان اپنی ٹریننگ مکمل کیے ایک کامیاب آفسر کے عہدے پر فائز ہو گئی تھی. فاطمہ نے سلائی سینٹر چلانے کے ساتھ اب ایک کالج میں لیکچرار تھی. ان کے گھر کی عورتوں نے اپنے آپ کو اتنا قابل کر لیا کہ دردناک ٹھوکروں بعد وہ اپنے پاؤں پر پہلے سے زیادہ مضبوطی سے کھڑی تھیں. ان کی گفتگو میں زیادہ طر پرانی یادوں کا البم کھلا ہوا تھا. تبھی چھوٹا لڑکا سر پر ٹوپی لیے سادہ شلوار قمیض میں قرآن پاک پڑھ کر لوٹا. ان تک آتے اس نے باآواز بلند دونوں کو سلام کیا. دونوں خاتون نے مسکراہٹ کے ساتھ سلام کا جواب دیا. جہاں ایمان کی آنکھوں میں اداسی تھی. وہیں فاطمہ کی آنکھوں میں چمک تھی. روشن مستقبل کی. حق پر باطل کی شکست کی لیکن کون جانے!

میر ٹوپی جگہ پر رکھ آیا اور ان کے پاس چارپائی پر بیٹھ گیا. گڑیا (ایمان کی بیٹی) کے بارے میں پوچھنے لگا. میر کے سوالات کے جواب دینے کے بعد ایمان نے کئی سوال کر

ڈالے "کیسا دن گزر؟ کلاسس کیسی جا رہی ہیں؟ وغیرہ وغیرہ....

اس کے کسی سوال کا جواب دیتے میر نے افسردہ لہجے میں اپنے بابا اور دادا کا ذکر کیا "

پھوپھو! میں اللہ تعالیٰ سے روز کہتا ہوں, میرے دادا اور بابا کو بھیج دیں. لیکن وہ نہیں

آتے "آخر میں اس کی آواز میں مایوسی تھی....

ایمان کے دل پر کسی نے چاکو سے وار کیا. فاطمہ اس کے برعکس بڑے آرام سے میر کا

چھوٹا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے سمجھنے اور دلاسہ دینے والی انداز میں بولی "میر میرے

بچے! آپ کو ایک کہانی سناؤ"....

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میر نے جوش سے سر اثبات میں ہلایا....

"ایک چھوٹا سا بچہ تھا جب وہ پیدا ہوا تو اس کے والد کا انتقال ہو گیا. پھر جب وہ دو سال کا

ہوا تو اس کی والدہ کا انتقال ہو گیا. اب اس کے دادا اس کو اپنے پاس لے آئے پھر کچھ

عرصے بعد ان کا بھی انتقال ہو گیا. ایسے ہی اس کے تایا اس کی کچھ عرصے تک دیکھ بھال

(کفالت) کی. پھر اس بچے کے چاچا سے اپنے پاس لے آئے. بس پھر وہیں پروان

چڑھتا رہا اور بڑا ہو گیا"

میر اور افسردہ ہو گیا....

"ماما کی جان میر! آپ کو معلوم ہے وہ بچہ کون تھا؟"

"کون ماما" غمگیں لیکن پوری آنکھیں کھولے سوچتے ہوئے بولا....

"ہم سب کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم. ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(میر نے دونوں بار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہا)

نے باری باری اپنے پیاروں سے جدائی کاٹی (والد, والدہ, دادا) کیونکہ بیٹا ہمارے اللہ نے ان کو اعلی مقام دینا تھا. ان سے بہت بڑے کام لینے تھے. اللہ نے انہیں مضبوط بنایا"

میر اپنے چھوٹے ہاتھ ہلاتا سوچ سوچ کر بولا "ماما! اس کا مطلب ہے جب اللہ آپ سے آپ کے پیارے لیتا ہے تو وہ آپ کو مضبوط بنانا چاہتا تاکہ آپ سے بڑے کام لے سکے"

"بلکل میری جان!" فاطمہ نے اسے اپنے پاس کرتے سینے سے لگایا....

ایمان جو اس پوری گفتگو میں چپ تھی ان دونوں کو دیکھتے مسکرائی....

میر اپنی ماں سے لپٹا ہوا ہی بولا "ماما! آپ بلکل دادا کی طرح سمجھ رہی تھیں"....

فاطمہ دونوں نم آنکھوں سے کئی ہفتوں بعد ہنسی.

لیکن کون جانے کون کہ اس چھوٹے لڑکے نے بھی بڑا کام سرانجام دینا تھا.

کون جانے....

میرا اپنے دوستوں کے ساتھ کھیلنے جانے کے بجائے ان کے ساتھ ہی بیٹا باتیں کرتا رہا کیونکہ آج اس کی اکلوتی پیاری پھوپھو آئی ہوئی تھی.

ان کو باتوں میں کچھ وقت ہی گزرا. درینہ بیگم نماز کے انداز میں گول سی سفید چادر اپنے اوڑھے ایمان کے پاس چارپائی پر بیٹھ گئی. اِدھر ادھر کی عام باتوں کے بعد یاد کرتے بولی "تمہاری خالہ کا پیغام آیا تھا ان کی طبیعت بہت خراب ہے مجھے پنجاب بلا رہی ہیں"....

"امی! آپ ہسپتال سے چھٹیاں لے کر چلی جائیں" فاطمہ نے حل بتایا...

"بلکل امی! بھابھی صحیح کہہ رہی ہیں"

"چلو یہ ٹھیک ہے. میں چلے جاؤں گئی" درینہ بیگم کچھ سوچ کر بات مان لی....

چھوٹا لڑکا بڑی سمجھداری سے بولا "دادو! میں آپ کے ساتھ چلوں گا. آپ اکیلے کیسے جائیں گئی؟ اب میں بڑا ہو گیا ہوں"....

ان تینوں نے محبت سے ننھے چراغ کو دیکھا....

قسمت نے ان کو بڑے غور سے دیکھا

ناجانے کیوں؟

شاید وقت کی گھڑی انہیں کچھ اور

مشکل مراحل سے گزارنے والی تھی....

ابھی ان کے دامن میں اور کانٹے تھے....

بہار کا موسم کہیں میلوں دور تھا....

صحرا کی تپتی دھوپ اور

گرمائش سے ابھی بہت جلسنا تھا....

خوان کے کھیل میں کئی اپنے کھونے تھے....

''

کبھی کبھی زندگی ایسے موڑ پر لا کھڑا کرتی ہے جہاں سے آگے بڑھنا ناقابلِ یقین سا ہو جاتا ہے. ہر طرف بے یقینی سی ہوتی ہے کہ عیاں ایک قدم صرف ایک قدم اٹھتے نا جانے کیا ہو جائے گا.....

وہ تحریم کے اسٹڈی ٹیبل پر کئی کاغذ کھولے سامنے گلابی کرسی پر بیٹھی اپنی سوچوں میں ڈوبی ہوئی کسی خیال کے تحت اپنی جگہ سے کھڑی ہوتی الماری کے ساتھ پڑے سوٹ کیس کے اندرونی زپ سے ایک خاکی الفافہ نکالے دوبارہ اسی جگہ آبیٹھے. اب کی بار

ہاتھ میں پکڑے بڑے الفافے میں سے ایک انگریزی اخبار, دس کا نوٹ اور ایک سیاہ رومال نکال کر میز پر کئی کھلے کاغذوں پر رکھا. اب خالی خاکی الفافہ ٹیبل پر رکھنے کے بعد اسٹڈی ٹیبل سے اپنا فون اٹھایا اور ایک میسج کھول کر فون دوبارہ وہیں رکھ دیا. دس کے نوٹ پر لکھی سطر, رومال کے کنارے پر چمکتا جملا, اخبار کا وہ پورا آرٹیکل اور فون کی اسکرین پر کھلا میسج. پھر اچانک کچھ کلیک ہوا تھا. دوبارہ اٹھتی اسی سوٹ کیس کی اندرونی جیب سے ایک ڈبہ نکل لائی. ڈبہ کھولا اندر سے چھ کالی چوڑیاں ویسے ہی موجود تھی. باہر نکلے باقی سامان کے ساتھ رکھی. اور ساتھ ڈبے میں موجود کاغذ نکال لیا.

اب غور سے ان سب کو دیکھنے لگی شاید کچھ مل جائے. جوڑے میں اٹکائے بال پین کو نکالا کر ہاتھ میں پکڑا ایک بار پھر ان سب چیزوں کا جائزہ لیا. دس کا نوٹ, اخبار کا درمیانی پیج, سیاہ رومال, چھ کالی چوڑیاں, کاغذ کا ٹکرا اور فون پر کھلا میسج لیکن ان سب میں بس ایک چیز مشترکہ تھی. وہ تھا اس کے نام لکھنے کا اسٹال جس میں ہر بار ZZ.....تھا وہ سمجھ نہیں پارہی تھی. یہ الجھی گرہیں کیسے سلجھائے.... آخر کون تھا؟ جسے اس کی پروا تھی. اس کے باپ بھائی کے سوا....

کافی دیر یوں ہی سوچوں میں ڈوبی رہی. تقریباً پندرہ منٹ بعد وہ سامان سمیٹے اٹھنے لگی. ساری چیزوں ان کی جگہ پر رکھ آئی. دوبارہ بیٹھ کر اپنے پرانے کاغذات کو سمیٹنے لگی تو

اس کی نگاہیں اخبار کے اس ٹکرے پر آر کی اور اس کے لب بڑبڑے "ارے! میں یہ رکھنا تو بھول گئی "اس کی ہرنی آنکھوں ایک جگہ رکی اور اس کے ہاتھ خود با خود تھمے, وہ خود بھی ایک منٹ کے لیے ساکن ہوئی لیکن اس لمحے کے اگلے حصے میں وہ سارے پرانے کاغذات کو میز پر ایک طرف جمع کیے بال پین ہاتھ میں لیے اخبار کے اس ٹکرے پر نظریں گاڑے گہری سوچ میں ڈوبی تھی. تبھی اس نے زیر لب کہا "یہ بلکل سکریبل جیسا ہے. اگر میں اسے

)T S A E B A S I A D E H T F O T S H Y A W A Y A T S(

ویسے ہی حل کروں "....پھر خود کو شاباشی دیتی سکریبل کی طرح شروع سے لفظ بنانے لگی.

Tase , basid , ade

لیکن الفاظ کو بے ترتیب اور کوئی الفاظ نہ بنتے دیکھ مایوس ہونے کے بجائے ایک نئے زاویے سے سوچنا شروع کیا. شاید کوئی حل نکل آئے. ہاں شاید!

W A Y A T پر آٹھہری (alphabets اور نکل آیا. اس کی نگاہیں آخری S...(

.دل میں خوشی wayہاتھ میں پکڑے بال پین سے وہیں پڑے صاف کاغذ پر لکھا بھی بنا رہا ہے "اور Stay ہوئی "چلو ایک الفاظ تو بنا" منہ میں بڑ بڑائی لیکن نہیں یہ تو بس اسے لڈو کی پچھلی طرف بنی (سانپ والی گیم) یاد آئی جس میں لمبا سانپ نگل کر کھلاڑی کو پیچھے پھینک دیتا جہاں سے دوبارہ سفر طے کرنا پڑتا. بس اس سوچ نے اس کے دماغ کی بتی جلائی "مطلب یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ یہ حروف بھی ہمارے زمین widdershinsسورج کے مخالف مقدار میں گھومنے کے طرح بنتے ہوں یعنی means counterclockwise"

اب کی بار اس کے ہاتھ تیزی سے نیچے سے اوپر اخبار میں مارک کیے حروف لکھ رہے تھے.

)S T A Y A W A Y H O S T O F T H E D A Y I S A B E A S T(

الفاظ واضح ہو رہے تھے. ایک جاندار مسکراہٹ اس کے لبوں پر بکھر گئی. ہاتھ جوش میں جلدی جلدی جملا بنانے لگے.

Stay away host of the day is a beast

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جملا مکمل ہوتے اس کا پین والا ہاتھ رکا. وہ عجیب سی کیفیت سے دوچار ہوئی. جتنی خوشی اسے اس پہیلی کو حل کرنے کی تھی. اب وہ ساری پھیکی پڑ گئی تھی. نئی الجھن نے گھیر لیا کون تھا ہوسٹ؟

کون تھا بیسٹ؟

آخر اپنی ان الجھنوں کو سلجھانے کے لیے دانیال کو کال کی....

سلام دعا کے بعد دوسری سے طرف سے نیند میں ڈوبی آواز سنائی دی "دانیال قاسم اسپیکنگ!" وہ شاید نیند میں ہونے کی وجہ سے ایسے بات کر رہا تھا.

اس نے جواباً کہا "زرہ ہارون! تمہاری کزن بہن! میری بات غور سے سنو اور صحیح بتانا" اس نے اپنا مدعا پیش کیا تاریخ بتائی اور پوچھا کون سا فنکش وغیرہ تھا. اس دن.....

دانیال نے آنکھیں مسلتے جواب دیا "کزن بہن! صبح تک پتا کر و کر بتادوں گا"....

اس نے نیم بجھے لہجے میں صرف "ہمم" کہا....

چند ایک باتوں کے بعد فون بند کر دیا....

زرہ جانتی تھی اگر اس کی جگہ وفا کال کر کے کہتی وہ بغیر سنے کال بند کر دیا کیونکہ اسے رات کی ان چند گھنٹوں کی نیند بے حد عزیز تھی.

زرہ کو تھوڑی شرمندگی تھی کہ اس نے اتنی دیر سے کال کی لیکن وہ دانیال کے سوا کسی

سے پوچھ نہیں سکتی کیونکہ وہ واحد تھا جو بغیر کسی سوال جواب کے اس کا کام کر دیتا.

''''''''''''''''''''''''''''''''''''''

ریاض آج سرکاری کواٹر کی اسٹڈی روم میں اسٹڈی ٹیبل پر فائلس کا امبار سامنے کھولے کئی کاغذوں پر لکیروں کو گہرا کیے پر سوچ نگاہوں سے دیکھ رہا تھا.ان کا کیس عدالت سے خارج کر دیا گیا تھا. لیکن اب بھی کئی راستے تھے جن کے ذریعے وہ فیاضی کو جڑوں سے اُکھاڑ سکتا.اس نے صرف ان کا گھر تباہ نہیں کیا بلکہ اسے یاد آیا آج صبح تھانے میں ایک خاتون آئی.ڈری سہمی سی وہ وقت کے بادشاہ کے خلاف کیسے آخر کیسے پرچا کٹوتی. غریب عورت لاچار اور کمزور اس کی کہانی کئی غریب خاندانوں سے مختلف نہ تھی. طاقت کے زور پر ان کے چند گنتی کے کھیتوں پر قبضہ کر لیا تھا لیکن ان کی آواز سننے والا کوئی نہیں تھا.نہ قانون, نہ پولیس,نہ عدلیہ,اور نہ حکومت بلکہ حکومتِ سربراہ تو فیاضی خود تھا. باقی ادارے طاقت کے زور پر اس کے تھے.ریاض نے سر جھٹک کر نئے لائحہ عمل کے بارے میں سوچا ان کا کیس عدالت میں جاتے وہ ان خاندانوں کے کئی افراد کی گواہی پیش کرے گا. کئی کھیتوں اور غیر قانونی طور پر جگہ پر قبضہ کرنے کی کاغذات دیکھائے گا. باقی ایک دو اس کی غیر قانونی میٹنگس کی تصاویر اور گفتگو بھی پیش کرے گا.اس کے پاس اتنے ثبوت تو تھے کہ وہ حق اور باطل میں فرق ظاہر کر

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سکتا....

ہاں شاید وہ کامیاب بھی ہو جاتا لیکن....

''''''''''''''''''''''''''''''''''

اجالا بیگم سے ویڈیو کال پر بات کر رہی تھی۔"جی ماما! وہ دونوں بھی ٹھیک ہیں۔روز صبح چاچو چاچی کے ساتھ ہسپتال چلے جاتے ہیں۔آج بھی گئے ہوئے ہیں"اس نے ریان اور زریاب کا بتایا جو کل کی طرح آج پھر عثمان اور راز کا کے ساتھ ہسپتال گئے ہوئے تھے۔

"آپ دونوں کیا کر رہی ہو؟"اجالا بیگم دھوئے کپڑوں کی تہہ لگا رہی تھی ساتھ اسکرین پر نظر ڈالا لیتی...

"کچھ خاص نہیں۔زبور اور تحریم کوئی سیریز دیکھ رہے ہیں۔میں کچن میں کوک آنٹی کے ساتھ باتیں کر رہی ہوں۔ویسے ماما آج ہم تینوں نے کوک آنٹی کے ساتھ کورنش جانا ہے۔"زرہ نے تفصیلی پروگرام بتایا....

ایسے کچھ اور باتوں کے بعد اس نے فون زبور کو دے دیا۔خود تحریم کے ساتھ بیٹھ کر ٹی وی دیکھنے لگی۔چند منٹ بعد زبور اٹھ کر اس کے پاس آ بیٹھی"یار بیا! ماما یہ نیلے والا سوٹ خالہ کو دے دیں۔اور گاجری رنگ والا اپنے لیے رکھ لیں؟"موبائل کی اسکرین

درمیان میں کی. جہاں اسکرین پر ابھرتا اجالا بیگم کا چہرہ سوالیہ تاثرات لیے ان دکی طرف تھا.

"جی ماما! آپ کے پاس پہلے ہی نیلے رنگ کا سوٹ تو ہے. زبور نے صحیح مشورہ دیا ہے" اس نے زبور کی رائے پر ہاں کی....

"چلو یہ تو اچھا ہو گیا. آج میں ذرا ان کی طرف گئی تو دے دوں گئی" اجالا بیگم اپنا اور اپنی بہن کے لیے لایا جوڑا الماری میں رکھ کر مڑی اور ان سے اِرد گرد کی چند ایک باتوں کے بعد فون بند کر دیا.

فون بند ہوتے اس نے زبور اور تحریم کو تنبیہ کیا" جو اگلے دس منٹ تک تیار ہو کر باہر والے دروازے تک نہ آیا. اسے ہم چھوڑ کر چلے جائیں گے" کہتی ساتھ کمرے میں چلے گئی....

پندرہ منٹ بعد وہ چاروں ٹیکسی میں سوار کورنش کے راستے میں تھے. تیس پینتیس منٹ کے راستے میں انہوں نے ایک طرف اونچی لمبی چمکتی عمارتیں دیکھی جو آسمانوں کی بلندیوں سے باتیں کرنے کو تھیں. دوسری طرف خوبصورت ویلا بنے ہوئے تھے.

پانچ منٹ کے سفر کے بعد ایک طرف چمکتی دمکتی روشن عمارتیں ایسے ہی تعمیر شدہ تھیں لیکن دوسری طرف منظر تبدیل ہو گیا. مہنگے پر آسائش ویلا کی جگہ لہلہتے ہرے

کھجوروں کے درخت جگہ جگہ تھوڑے فاصلے پر ہوا کی مدھم لہروں کے سنگ جھول رہے تھے. جدید طرز پر تراش خراش کرنت نئے اینٹیک اسٹال کے نایاب مجسمے نصب کیے ہوئے تھے. کہیں گھوڑا تھا تو کہیں کچھ آرٹ کا عمدہ ذائقہ جھلک رہا تھا. کھجور کے درختوں کے گرد سبز گھاس نے اپنا بسیرا کیا ہوا تھا. بچے سورج کی نارنجی ٹھنڈی کرنوں کے ساتھ سائیکل چلانے میں مگن یاں فوڈ بال کھیلنے میں مصروف تھے. پکے فرش پر ایک طرف ریلنگ لگی ہوئی تھی.

وہ گاڑوں کی قطار سے چند فٹ کے فاصلے پر ٹیکسی سے اترتی اس طرف کو بڑھنے لگیں.

زرہ نے سیاہ عبائے پر سیاہ اسکارف لیا ہوا تھا پاؤں میں وہی تیلی والے اسنیکر پہنے دائیں کندھے پر بیگ لٹکائے پرجوش سی تھی. اس کے برعکس زبور نے گلابی پیروں تک ترکش اسٹال میکسی زیب تن کی. پیروں میں فلیٹ سیاہ سینڈل پہنے. فون کا کیمرا کھولے آنکھوں پر سیاہ چشمہ جمائے تصویر لینے میں مصروف تھی. اس کے ساتھ پوز بناتی چھوٹی لڑکی نے سیاہ جنس پر گلابی شرٹ پہنے بھورے بالوں کو اسٹالیش ڈیزائن بنایا ہوا معمول کے مطابق کمر پر ننھ بیگ جھول رہا تھا. ایڑیوں کو اونچا کیے زبور کے کندھوں کے برابر پہنچنے کے جتن کرتی تصویر بنوا رہی تھی. زرہ کے ساتھ چلتی سیاہ برقعے اور نقاب والی ان کی ہوم کوک بتانے لگی "یہ **الواجهة البحرية جدة**

(جدہ واٹر فرنٹ)

)Jeddah Water Front(

ہے"اس نے سمجھ کر سر ہلایا. وہ دونوں چلتی ہوئی تکون کے اسٹائل والے شیڈ کے نیچے سے گزرتی ایک کھلی سی جگہ آ بیٹھی. سمندر کی لہروں کا شور ویسے ہی سنائی دے رہا تھا. یہاں کئی اور فیملز بھی کالین بچھائے بیٹھی سعودی قھوۃ پیتے لطف اندوز ہو رہے تھے. وہ سلور رنگ کی کناروں پر لگی ریلنگ کو پکڑے نیچے کو سر جھکائے پانی کی لہروں کو دیکھنے لگی. ریڈ سی (لال سمندر) کی شفاف لہریں شور مچاتی آتی اور کناروں پر پڑے بالوں کی طرح سیاہ لیکن سخت سے پتروں سے ٹکراتی دم توڑ جاتی. سمندری پانی اپنے اندر چھپی چیزوں کا عکس نمایا کر رہا تھا. پانی کے اندر لگی گھاس اور اس کی گرد گھومتی ننھی مچھلیاں. لیکن تب ہی ایک سرمئی کیڑا سیاہ پتھروں پر گھومتا ان پتھروں کے پیچھے غائب ہو گیا. چونکی تو تب جب کوک آنٹی کالین بچھائے سامان رکھے اب اس کے ساتھ آ کھڑی ہوئی. اس کے انداز میں گردن جھکائے دیکھنے لگی "واللہ! کیا خوبصورتی ہے. کیا سکون ہے. ویسے

جدۃ کو عروس البحر الاحمر

(جدہ کو ریڈ سی کی دلہن)

)The Bride of Red Sea(

کہا جاتا ہے"....

وہ جھکا سر اٹھا کر بولی "نا کریں!" پھر سامنے کھڑی خاتون کے تاثرات دیکھ انگریزی میں بولی "ریلی!"....

ان کی باتوں کے دوران زبور اور تحریم ان تک آ گئی تھیں اب زرہ کو کھینچتی اپنے ساتھ لیتی تصویر بنانے لگی. زبور زرہ کو فون پکڑاتے بولی "یار بیا! دو چار تصویریں کھینچ دو؟ پلیییزززز"....

زرہ مارے دل فون پکڑے تصویریں بنانے لگی....زبور کے زاویے درست نہیں ہو رہے تھے. اس نے چند ایک تصویر کے بعد فون اس کے ہاتھ میں پکڑایا اور خود کالین پر آ بیٹھی. زبور کی شکل دیکھ تحریم خوب ہنسی....

کچھ وقت گزرا تو وہاں سب جہاں موجود وہیں نماز ادا کرنے لگے انہوں نے نمازِ عصر ادا کی.... سورج کی شعاعیں مدھم ہو رہی تھیں. نیچے کو آتا سورج اور سمندر کا شور ایک الگ راگ سنا رہا تھا. کوک آنٹی کپ کیک کھاتی ان تینوں لڑکیاں کو بولی "پانی والی مسجد دیکھنے چلو گئی؟"

ان تینوں میں تحریم اور زبور نے زور سے سر ہلایا البتہ اس کا موڈ اس خوبصورت منظر کو

دیکھنے کا تھا لیکن ان کے ساتھ سامان سمیٹ اٹھ کھڑی ہوئی. راستے میں خوبصورتی سے آسمانی اور ہرے رنگ کے ملاپ میں نہائے بڑے الفاظ میں انگریزی میں لکھا جدہ کے پاس کھڑے تصویریں بنائی. زبور کا موڈ دیکھ زرا سے کھینچتے اپنے ساتھ لے جانے لگی.

تحریم ان کی حرکت پر ہنستی ساتھ چل رہی تھی.

وہ کچھ فاصلہ طے کیے آخر مسجد الرحمۃ

) Al Rehmah mosque(

آ گئیں. یہ مسجد ارکیٹکچرز کا عمدہ شکار تھی. پانی میں ڈوبے پلیرز کے اوپر تعمیر کردہ مسجد (فلوٹنگ مسجد) بھی کہا جاتا ہے اور پانی والی مسجد Floating mosque جسے بھی.

زرہ اور زبور کے لب سے گول سے انداز میں سکڑے تھے اور ایک ساتھ ادا ہوا تھا "واہ کیا مسجد ہے" چند سیڑھیاں چڑھ کر وہ لوگ مسجد کی حدود میں داخل ہو گئے. سیاحوں کی بڑی تعداد زیارت کے لیے آئی ہوئی تھی. لمبی راہداری کے دونوں اطراف بڑے لیمپ پوسٹ لگے ہوئے تھے. راہداری میں سیدھے چلتے وہ زبور تحریم کے ساتھ تصویریں بناتے ایک دوسرے کے ہاتھ پر ہاتھ مار ہنستی چل رہی تھیں. کوک آنٹی زرہ کو بتانے لگی "اس مسجد کا دوسرا نام فاطمہ الزہرہ مسجد ہے. اس مسجد کا رقبہ 2400

اسکور فٹ ہے. ایک بڑا گنبد ہے باقی 52 چھوٹے گنبد ہیں. 23 چھتریاں لگی ہوئی ہیں.
اسلامی اسٹال کی 56 کھڑکیاں ڈیزائن کی ہیں. یہاں طلوع اور غروب کے اوقات میں
لوگ زیادہ ہوتے ہیں"....

اس نے سر ہلایا وہ ابھی بھی ان کی اور بات سنتی لیکن وفا کی ویڈیو کال آنے لگی "آپ
چلیں میں یہ کال سن کر اندر آتی ہوں" وہ کال اٹھاتی تھوڑے پر سکون سے خاموش
گوشے میں آ کھڑی ہوئی. دوسری طرف زبور اور تحریم کوک آنٹی کے ساتھ مسجد کے
صحن سے گزرتی قطار میں دونوں اطراف میں پھیلے لمبے گنبد کے نیچے سنگ مرمر کے
فرش پر بیٹھے لوگوں کے درمیان میں سے ہوتی. زمین پر لگے تسبیح, کھجوروں کے اسٹال
سے گزرتی مسجد کے اندرونی دروازے سے اندر داخل ہوئیں. جس کے اوپر خوبصورتی
سیاہ رنگ میں بسمہ اللہ لکھی ہوئی تھی. اندر کی اور آ کر زبور کو اپنی آنکھوں پر یقین نہیں
آرہا تھا. مسجد باہر کے نسبتاً اندر سے کئی زیادہ خوبصورت تھی جدید اور قدیم تراش
خراش کا بہترین نمونہ.

ننگے پاؤں سرخ کالین پر رکھتے وہ آگے پڑتی نگاہیں سے اطراف کا جائزہ لے رہی تھیں.
دیوار پر جگہ جگہ سنہری گول پلیٹ نما تختیوں پر محمد لکھا ہوا تھا. کئی کلمات جگہ جگہ کیلی
گرافی کیے گئے. مسجد کے واسط میں خوبصورت سادہ سب سے بڑا گنبد تھا جو اندرونی

حصے سے سفید رنگ کا تھااور اس کے درمیان سنہری فانوس چلمل کرتا لٹک رہا تھا. مسجد انتہائی خوبصورت تھی. دوسری طرف وہ مسجد کے صحن کے ایک کونے میں کھڑی ویڈیو کال پر وفا سے باتوں میں مصروف تھی. اسے سمندر کی لہریں دیکھتے پر جوش انداز میں اب تک رواں دواں سنا رہی تھی. مسجد کے پار لوگوں کی کثیر تعداد دیکھتی ساتھ پھر پھڑاتے کبوتر دیکھے جو جگہ جگہ بسیرا کیے ہوئے لوگ کی طرح جھرمٹ بنائے ہوئے تھے. چند ایک سفید بگلے پانی پر اپنا پر مارتے اڑ جاتے. نیچے کو آتے سورج کی وجہ سے آدھا آسمان نارنجی اور سفید رنگ میں نہایا پرکشش سا منظر پیش کر رہا تھا. کچھ منٹ کے بعد فون رکھ کر جانے لگی تو اس کا سر چکر یا. آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا. دوبارہ اس کی آنکھیں کھولی تو اپنے آپ کو ایک اندھیرے کمرے میں پایا. اپنے ہاتھوں کو ہلانے کی کوشش کی لیکن وہ پیچھے رسی سے بندھے ہوئے تھے. پاؤں بھی رسی سے بندھے ہوئے تھے. منہ پر ٹیپ لگی ہوئی کمرے کی وسط میں لگے روشن بلب میں وہ کرسی پر بندھی ہوئی لاچار سی تھی. مدھم آوازیں کی اندھیر میں ڈوبے دروازے کے پار سے آرہی تھی. اس کے چہرا پسینے میں شرابور, کانپتا جسم ٹھنڈا برف کی مانند. اس کے اوصاف شل ہو رہے تھے. سمجھنے سے قاصر: آخر وہ تھی کہاں؟ وہ کرے تو کرے کیا؟ بس ایک آواز کہیں دور سے اس کے ذہین کی دیواروں سے ٹکرائی "میں زرہ ہارون

ہوں. میں اپنی حفاظت خود کرنا جانتی ہوں" اب اسے یہاں سے خود ہی بحفاظت نکلنا تھا. وہ یہ کر سکتی ہے. اسے تو کرنا تھا. منفی سوچوں کو جھٹکا. وہ جانتی تھی اسے یہاں کیوں لایا اور کون لایا ہے. وہ یہ بھی جانتی تھی: صرف وہ خود کو خود بچا سکتی ہے, کوئی اور اسے بچانے نہیں آئے گا. ہاتھ کو ہلایا جس سے ہاتھ میں اوپر تک چڑھایا نوکیلا بینڈ کلائی تک آیا ایک بار پھر ہلایا تو تھوڑا اور نیچے کھسک گیا. دس منٹ کی انتک محنت کے بعد دوسرے ہاتھ کی آزاد انگلیوں سے مشکل سے پکڑ کر ہتھیلی پر باندھ کر رسی کاٹنی شروع کی تقریباً چند منٹ میں رسی کٹ گئی. دونوں ہاتھ آزاد کروا کر پیر کھولے پیروں کو آزاد کروا کر منہ پر لگی ٹیپ کو کھینچ کر اتارا. بکھرے بالوں کو منہ سے ہٹھایا. دوسری بازو پر بندھا وہی نوکیلا بینڈ اتار کر ہاتھ پر باندھ دونوں ہاتھوں پر بینڈ باندھے. وہ آہستہ قدم اٹھاتی باہر نکل آئی. اس نے اپنے بیگ کی پرواکیے بغیر بڑے سے لاؤنج نما کمرے میں آئی. نہ سر پر اسکارف تھا. نہ پیروں میں تتلی والے شوز. پرانی سی عمارت کے دروازے کو لاک دیکھ کر سر سے بال پن نکلتے لوک کھولنے کی کوشش کی آخر دس منٹ کی کوشش کے بعد لوک کھل گیا. لوک کھولتے وہ پلٹنگ کی راہداری میں بھاگنے لگی لیکن لوک کھولنے کی آواز پر بالکنی میں فون پر بات کرتا شخص شور کی طرف متوجہ ہوا تھا. اور نیم اندھیرے میں بھی اس کے حلیے کو پہنچان کر بھوکے گیدڑ کی طرح پیچھے لپکا. وہ

اندھادھندابھاگ رہی اس نے بڑی مشکل سے تین تین سیڑھیاں ایک ساتھ بھلنگ کراترتی بس اپنی جان اور عزت کی بھرپور حفاظت کرنی چاہیے. وہ خستہ حال, بد شکل, ویران, سنسان عمارت سے نکلی تو سامنے سے آتا دوسرے شخص اس کی طرف بڑھا. اس نے ہاتھ پر باندھے پینڈس کو اور مضبوطی سے تھاما اور تیزی سے بھاگتے ہوئے اس شیطانی مسکراہٹ والی شخص کے چہرے پر وار کیا. دوسری اندھیری گلی میں بھاگی. پیچھا کرتا اونچا, لمبا, ہٹا, کٹا شخص اس کے پاس پوچھنے کو تھا. اس نے اپنی ساری طاقت لگا کر اور تیز دوڑنا شروع کر دیا. آخر چھ سات منٹ کی دوڑ کے بعد وہ اس کچی پرانی آبادی سے نکلتی ایک ٹیکسی میں سوار ہوتے اس علاقے سے دور آ گئی. اس کا دل تیزی سے دھڑکتا کم کانپ رہا تھا. جسے ابھی پھر کچھ ہو جائے گا. یہ ٹیکسی ڈرائیور نکل کر اسے مار دے گا یہاں وہاں واپس چھوڑ آئے گا وہ بکھرے بے ترتیب ہلیے میں نڈھال سی تھی. جسم کے ہر اعضا میں درد ہو رہا تھا. ہاتھوں, ٹانگوں اور منہ کے چند حصوں سے خون بہہ رہا تھا. اس کا جسم اس بھر گرمی میں بھی برف تھا. بس ایک خوف اس کے اوصاف کو شل کر رہا تھا آخر وہ گھر پہنچ جائے گی. گاڑی چلاتے آدمی نے ہاتھ بڑھ کر سفید رنگ کا لمبا کپڑے کا ٹکرا اس کی طرف بڑھایا. اس نے ہچکچتے ہوئے تھام کر اپنے گرد لے لیا. اس کی نظریں غیر ارادی طور پر آدمی کے گورے ہاتھ پر پڑی جس پر کوئی نشان سہ

تھا لیکن اس نے سر جھٹکا دیا. اجنبی راستوں سے ہوتے آخر ٹیکسی ان کی بلڈنگ کے سامنے روکی. اس کے اترتے ٹیکسی ڈرائیور بغیر کرایا لیے یہ جا وجا. وہ بحفاظت, خیر و عافیت سے اپنی منزل تک پہنچ کر جلدی سے اپنی فلور کی طرف بڑھی. اپنے فلیٹ کے دروازہ کھلا پا کر وہ جلدی سے اندر آئی. دروازے کو اچھے سے بند کیے مڑی. کسی کو باہر ناموجود پا کر تحریم اور ان کے (زرہ اور زبور) کے مشترکہ کمرے میں آکر کمرا لوک کیا. کوئی نہ تھا. یہ جاننے کی کوشش نہ کی وہ دونوں کہاں تھیں. الماری سے اپنا سوٹ نکال کر واش روم میں چلے گئی. تقریباً دس منٹ کے بعد نہا کر گیلے بال ویسے ہی کمر پر کھلے چھوڑے. دوبارہ الماری تک آئی اور بڑی سی سیاہ چادر نکال کر اپنے گرد باندھی اور جاء نماز بچاے نماز ادا کی, دو نوفل پڑھے. دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے. پوری نماز میں بہتے آنسو ایک بار پھر بہنے لگے. وہ اس رب کا کیسے شکر کرتی کیسے جس نے اس کی حفاظت کی اس خیر و عافیت سے گھر پہنچایا آخر کیسے. وہ زاروں قطار روئے جا رہی تھی. شکر کے آنسو تھم نہیں رہے تھے. وہ کس بات پر اس رب رحیم کی شکر گزار ہوتی اسے کسی نے دیکھا نہیں تھا. کوئی باہر نہیں تھا. اگر کوئی دیکھ لیتا تو وہ سب کے منہ کیسے بند کرتی. اگر وہ وہاں سے آزاد نہ ہو پاتی تو کیا ہوتا. ان سوچوں کے آگے بس شکر تھا. صرف شکر کیونکہ وہ تصور بھی نہیں کر سکتی تھی. تقریباً آدھے گھنٹے کے بعد وہ آنسوؤں سے طر

چہرے کے ساتھ بیڈ پر آ لیٹی. اور ایک دم اس کے خیالوں کا زاویہ بدلا اگر وہ انجان نمبر سے آئے میسج میں ورنگ نہ ہوتی تو وہ کبھی بھی یہ نوکیلے بینڈ اپنے بازوؤں پر چڑھا کر نہ جاتی.

پہلی بار اسے وہ انجانہ شخص اچھا لگا تھا. اس حادثے میں ماضی کے کئی اوراق پلٹا دیے تھے. زخم ہرے ہو گئے. تکلیف کی شدت میں اضافہ ہو گیا. شاید زندگی اسے ہی کہتے ہے: کسی موڑ پر کچھ بھی ہو جائے کون جانے. آخر کون جانے. خوشی کی باب میں غم کی پنے کھل جائیں لیکن کون جانے.....

''

ہر رات کی طرح گہری سیاہی میں لال حویلی کا یہ خوبصورت کمرا اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا. ان تین سالوں میں بہت کچھ بدل گیا لیکن اگر کوئی نہیں بدل تھا تو فیاضی کا انداز تھا. جو شہرت کی بلندیوں کو چھونے کے بعد بھی تھما نہیں بلکہ اور پانے کی چاہ میں غلط اور صحیح کی تمیز کو ایک طرف کیے اندھا دھند غلط راستوں کا مسافر بنا ہوا تھا. اب ضمیر کی آواز نہ اسے غلط اور نہ درست کی تمیز سیکھانے آتی. راستہ دیکھنے آتی. بلکہ وہ نور کی کرن کب کی مر گئی تھی شاید تب جب اس نے پہلی انسانی جان لی تھی. آج بھی اس کی کرسی ہمیشہ کی طرح چین چین کرتی اس کا بوجھ برداشت کر رہی تھی. سگار کا کش بھرا دھواں

تاریکی میں گھل گیا. دروازے پر دستک دیتا اس کا وفادار اندر آیا" سر کل وہی رمضان کسان کی بیوی تھانے میں رپورٹ درج کروا کر ئی تھی. ریاض نے آپ کے خلاف سارے ثبوت جمع کر لیں حد تک گواہ بھی"....

دو انگلیوں کے درمیان پکڑی جلتی سگار کو زمین پر پھینک کر اپنے چپل سے کچل دیا" رحم دل میں نہیں چاہتا تھا کہ ریاض کو کچھ کروں لیکن اس حب الوطنی شخص نے وطن سے محبت اور فرض کی ادائیگی کے لیے تھوڑے عرصے بعد ثبوت جمع کر لیتا ہے. آخر ملک سے وفادار جو ہے"....

"اب صاحب؟" اس کے پیادے نے سوال کیا....

"وہی جو اس کے سالے کا کیا تھا" بے لچک جواب تھا. سفاکی ہی سفاکی تھی....

رحم دل جانے کے لیے مڑا....

"رحم دل" اس نے ویسے ہی گردن پیچھے کرسی سے ٹکائے آواز دی....

رحم دل سر جھکائے رخ اس کی طرف کیے کھڑا ہو گیا" جی صاحب؟"

"رحم دل ایک شہد کی مکھی کو مار و گئے, باقی کا جھنڈ پیچھے لگ جائے گا"....

"پھر صاحب" وہ نا سمجھ انداز میں بولا....

"سب کو مار ڈالو" اندھیرے میں بھی اس کی آنکھوں میں صرف جفا گری تھی. شہرت کی بلندیوں کو پانے کے لیے اس نے اتنے سرخ کھیل کھیلے تھے اب اسے سرخ کھیل سے محبت ہی ہو گئی تھی....

رحم دل نے ایک بار پھر پوچھنا چاہا پر پوچھ نہیں سکا کہ سب کو خاص کر ان ننھی جانوں کو بھی لیکن وہ جانتا تھا کہ وہ صرف ایک پیادہ تھا. حکم کی تعمیل کر سکتا تھا اس لیے خاموشی سے حکم مانتا باہر نکل گیا....

اس سرخ کھیل میں شہرت کی بلندیوں کو چھونے کی جستجو میں وہ اب انسانیت کو بھی بھول گیا تھا....

""""""""""""""""""""""

فیاضی لگژری ہوٹل کے کمرے میں بیڈ سے ٹیک لگے بیٹھا اخبار کے صفحات پلٹ رہا تھا. تبھی وہ بھورے کوٹ کا درمیانی بٹن کھولتا غصے میں کمرے میں داخل ہوا. اس کے اندر داخل ہوتے تمام ملازم جلدی سے دروازہ بند کیے باہر نکل گئے. کمرے میں اب صرف وہ دونوں باپ بیٹا رہ گئے تھے. فیاضی اخبار کو بیڈ پر رکھے اس کی طرف متوجہ ہوا.

وہ غصے کو دباتا بولا "آپ نے اس کو اٹھانے کے لیے اپنے چیلوں کو بھیجا؟"....

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

فیاضی خاموش رہا....

"مطلب ہاں" وہ اپنے باپ کی خاموشی سمجھ گیا....

"آخر کیوں" اگلا سوال کیا....

"میں تمہارا باپ ہوں, تم میرے باپ نہیں ہو" فیاضی نے طیش میں ٹوکا....

پہلی بار اس کے باپ اور اس کے فیصلے میں تضاد تھا. صرف ایک لڑکی کی وجہ سے دونوں باپ بیٹا آگ بگولا ہوئے تھے....

"آپ اس کو مجھ سے بہتر نہیں جانتے" فیاضی اس کا باپ تھا. وہ باپ جس سے وہ سب سے زیادہ چاہتا تھا. جو اس کا سب کچھ تھا. بس اس شخص کے لیے وہ اپنا غصہ قابو کرتا بیڈ سے فاصلے پر پڑی کرسی پر بیٹھ گیا. فیاضی کا موبائل بجا اور ان باپ بیٹا کے تاثرات بدلے....

فیاضی فون اٹھاتا. بیڈ سے اٹھتا کمرے میں چکر کاٹتا فون پر بات کرنے لگا. اس کے چہرے کے تاثرات بگڑ گئے تھے.

دوسری طرف ضاد ٹائی کی نٹ ڈھیلی کرتا پر سکون سا اب درمیانی میز پر پڑے کرسٹل کے جار سے بادام نکل کر کھانے لگا.

کال کاٹتے فیاضی نے فون دیوار میں دے مارا اور مٹھیاں پنچتا بیڈ پر بیٹھ گیا.

ضاد نے بادام منہ میں ڈالتے افسوس سے ٹوٹے فون کو دیکھا جو گھائل ہرن کی تصویر سے ٹکراتا کئی حصوں میں تقسیم ہوتا زمین پر گر گیا تھا. وہ سمجھ تو گیا تھا گھائل ہرن اپنے آپ کو آزاد کروا کر بھاگ نکلی ہے....

کندھے اچکاتے بے نیازی سے بولا "میں اسے آپ سے زیادہ اچھے سے جانتا ہوں. وہ کبھی بھی قید میں زیادہ دیر نہ رہتی خیر آپ اپنے آدمیوں کو پولیس سے آزاد کروائیں, باقی میں اسے خود دیکھ لوں گا" پھر ایک بادام منہ میں ڈالا....

وہ دو چار بادام ہاتھ میں لیے جانے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا....

"تم کیا کر سکتے ہو؟" فیاضی غصہ دبائے بولا....

"میرا مطلب ہے. کیسے پکڑ سکتے ہو؟" بات کی وضاحت کی....

وہ دوبارہ وہیں بیٹھ گیا "میں اس کو بڑی قید میں ڈال سکتا ہوں. آزاد پنچھی کے پر کاٹ کر" آ گئے بات کی وضاحت کی....

دونوں باپ بیٹے کی آنکھوں میں ایک چمک تھی. جوش تھا....

خوشی تھی....

''

آج کا دن بھی عام دنوں جیسا تھا. پورے دن کی تھکن کے بعد وہ سب اپنے کمروں میں

سونے لیٹ گئے. ایمان پہلے ہی گاؤں تھی. ریاض بی اماں اور ان کے ننھے پوتے کو اپنے ساتھ لے آیا. جیسے جیسے رات کی سیاہی گہری ہو رہی تھی. ماحول میں ایک بے چینی, گھٹن بڑھ رہا تھا. تبھی زمین پر کچھ گرنے کی آواز پر ریاض اور ایمان بیدار ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے. ریاض نے اپنے تکیے کے نیچے سے گن نکلی جوتا پہنتا باہر نکلا. ایمان بھی اپنی پستول لیے اس کے پیچھے آئی لیکن کسی نے ان دونوں کے سروں پر کوئی بھاری چیز ماری. اور بس منٹ کے کھیل میں ایمان زمین پر گرتی چلے گئی. اس کو گرتا دیکھ ریاض نے مڑ کر پیچھے کھڑے شخص کو ایک رکھ کر دی لیکن کسی نے برابر والے کمرے سے فائر کیا جو سیدھے اس کے دل پر جا لگا. جواباً اس نے بھی فائر کیا لیکن جب قسمت انسان کا ساتھ نہ دے تو بس انسان کیا کر سکتا بلکل ریاض بھی اس مقابلے میں ہار گیا....

فاطمہ گولی چلنے کی آواز پر اٹھ کر باہر نکلی. دبے قدموں سے ہوتی صحن کے گوشے میں آئی تاکہ جان سکے کیا ہوا لیکن زندگی وفا نہ کر سکی. کسی نے اس کے گردے والی جگہ کوئی نوکیلی چیز ڈالی اور ایک چھٹکے میں باہر کھینچ نکالی. اسے اپنے جسم سے کوئی بہتی چیز محسوس ہوئی. لڑکھڑاتے وجود کے ساتھ اس جگہ ہاتھ لگایا مدھم روشنی میں وہی ہاتھ دیکھنا چاہا لیکن دوسرے پل کسی نے پورے شدت سے اس کے سر پر کوئی چیز دے ماری کہ وہ اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکی اور زمین پر گرتی چلے گئی. اس نے بے حس

ہوتی ناک سے بو سونگھنے کی کوشش کی. جیسے کوئی چیز جل رہی ہو. دھندلی آنکھوں سے نارنجی شعلوں کو دیکھنے کی کوشش کی لیکن اس کے اوصاف شل ہوتے تاریک وادیوں میں ڈوبتے چلے گئے. سوائے تاریکی کے کچھ اور نادیکھا اور سمجھ آیا.....

صبح کی سفیدی کے ساتھ علی صاحب کا آشیانہ کئی انسانوں کی جان اپنے اندر لیے خاک ہو گیا تھا....

کئی کہانیاں کئی ثبوت لیے....

شاید ابھی وقت نہ تھا فرعون کا خاتمہ ہو سکتا

اور

وہ زوال کے گہرے راستوں کا مسافر بن سکتا.....

''''''''''''''''''''''''''''''''''

زبورا اسے اٹھانے آئی لیکن دو تین آوازیں دینے کے بعد بھی اپنی جگہ بے سکت دیکھ چہرہ تھپتھپانے کی غرض سے ہاتھ لگایا پر چہرے سے آگ نکلتے دیکھے دوسرے ہاتھ ماتھے پر لگایا جو جلا رہا تھا. اس کے چہرے پر زخم, جمے اور بہتا تازہ خون دیکھ پریشانی سے واشروم سے پانی کا بھرا برتن اور صاف کپڑا لائی. پہلے اس کا چہرہ صاف کیا. پھر باقی اعضاء کے زخم صاف کیے اور مرہم لگایا. اپنی اکلوتی بہن کے زخم دیکھ کر آنکھیں پانی

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سے بھر گئیں. دودھ کا گلاس لا کر اسے مشکل سے جگایا اور نیم غنودگی میں دوا کھلائی.

اس کے گہری نیند میں جاتے دروازہ بند کیے باہر نکل آئی. بوجھل من کے ساتھ چلتی لیونگ روم میں آئی صوفے پر بیٹھ کر ہاتھ میں تھامے فون پر اپنی ماں کو کال ملائی.

صرف ماں ہی تو تھی جس کے پاس اپنے بچے کے بھاری دل کا علاج تھا.ماں جو طوفان کے آتے ہی اپنے بچوں کو پروں میں چھپانے کے لیے تیاری ہوتی.

وقت کی گھڑی چار گھنٹے آگے کھسکی. وقت گزرتا تین بچپن کی سوئی پر آ کھڑا ہوا.اس نے بھاری ہوتی آنکھیں کھولے ارد گرد کے حالت کو سمجھنے کی کوشش کی کہ وہ کہاں ہے. گلابی ہوتی آنکھوں کو پورا کھولے بیڈ پر بیٹھتے کمرے کا جائزہ لیا. کوئی نہیں تھا. اٹھ کر واش روم میں چلے گئی. تقریباً پانچ دس منٹ بعد ہاتھ منہ دھو کر باہر نکلی.

شیشے کے سامنے آ کھڑی ہوئی. بال بنا کر چہرے کے زخم دیکھے جو اب رات کی نسبت مدھم ہو گئے تھے. منہ پر کریم لگی. شیشے کے سامنے سے ہٹتی باہر نکل آئی. کچن میں داخل ہوتی کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی. کوک آنٹی نے بریڈ اور آملیٹ لا کر اس کے سامنے میز پر رکھا. اس نے سلام کیا اور کھانے لگی. کوک آنٹی مڑ گئی. ان کے جاتے اسے بڑی حیرت ہوئی اسے تو لگا تھا سب زخم دیکھ اس سے سوال کریں گئے. پھر یہ سوچ کر خیال جھٹک دیا "ہو سکتا ہے انہوں نے میرا چہرہ نہ دیکھا ہو پر زرہ اور تحریم"

کھانا ختم کرتے ان دونوں کے ساتھ لیونگ روم میں آ بیٹھی. ان دونوں نے بھی کوئی سوال نہ کیا تو وہ اب پر سکون سی ہو گئی.

ویسے ہی ٹائم گزر رہا تھا.

شام ڈھلی تو تقریباً چھ پندرہ تک ریان اور زریاب ہسپتال سے آ گئے. اب ان کو تیار ہونے کا بول کر وہ خود بھی تیار ہونے چلے گئے. اس کا دل نہیں چاہ رہا تھا پھر بھی چاچو کے مہمان سے ملنے جانا تھا. پہلے سوچا بخار کا بہانا کر لے, پر افسوس وہ بھی نہیں کر سکتی. بخار تو کب کا اتر گیا تھا. کھجوری رنگ کا پیروں تک آتا وہ سادہ عبایا نما فراک پہن کر سر پر اسی رنگ کا اسکارف لیے پرس کندھے پر ڈالے باہر نکل آئی.

آٹھ بجے کے قریب وہ سب ٹیکسی میں سوار ہوتے سلام مال پہنچ گئے. اس 9.6 کلو میٹر کے راستے میں وہ سب کئی نئی چیزوں کو کھوج لگاتے ہلکے پھلکے مذاق کرتے سفر کو بھرپور انجوائے کرتے آئے تھے. پارکینگ میں گاڑی جاتے. خوبصورت درختوں اور بہتے فوارے کے پار سرخ رنگ کے شاپنگ بیگ والی عمارت کو دیکھا, جس پر بڑا سا سفید رنگ میں السلام مول انگریزی اور عربی میں لکھا ہوا تھا ساتھ گھوڑا کا سر بنا ہوا تھا.

6 نمبر والے گیٹ سے اندر داخل ہوئے. مال سفید روشنیوں میں نہایا ہوا. فلیمنگو مال کے مقابلے کافی وسیع پیمانے پر پھیلا ہوا تھا. لوگوں کا سمندر بہہ رہا تھا. وہ ان کے

درمیان ارد گرد کا جائزہ لیتے چل رہے تھے.

"چاچو چاچی نے کب تک آنا ہے؟" زنگی رنگ کے عبایا نما پیروں تک آتی کھلی فراک میں سر پر پھولوں والا اسکارف لپیٹے جس کے کونے دونوں کندھوں پر ڈالے شفاف گورے چہرے خوبصورت نقوش والی زبور اپنے بھائی کی طرف سوالیہ نگاہ لیے ہوئے تھی.

گول گلے والی سرمئی شرٹ نیلی جینز جو جگہ جگہ سے پھٹی ہوئی اور پھٹے حصے کو دوسرے رنگ کے کپڑا سے سلائی کیا ہوا تھا یعنی آج کے فیشن کے مطابق. پیروں میں سفید سنیکرس پہنے بالوں کو جیل سے بنائے مسکراتے ہوئے جواب دیا "کچھ دیر تک آرہے ہیں"....

)(تلفظ: عیکیا) چلیں وہاں چار پانچ تصویریں بنالیں IKEA" آؤ جب تک ہم ایکیا(گے کیوں؟" ریان جو کب سے چپ کھڑا اب بولا. اس نے بھی بلکل زریاب جیسی جینز شرٹ زیب تن کی ہوئی لیکن رنگ مختلف تھا.

"ہاں یہ ٹھیک ہے. ہورے!" زبور اور تحریم نے جوش سے نعرہ لگایا"

وہ سب اسٹور میں آ گئے تھے. پورا اسٹور نادر فرنیچر سے لیز تھا. زریاب اور ریان ایک دوسرے کی تصویریں بناتے ٹانگ کھینچنے میں مصروف تھے. زبور اور تحریم اپنے

پسندیدہ مشغلے میں مصروف یعنی تصویریں بنانے میں. اس نے بھی کچھ دیر تصاویر بنائی پھر گھومتی پھرتی. ایک صوفوں پر آ بیٹھی. فون کھولے واٹس ایپ پر آیا میسج چیک کرنے لگی. تبھی اس کی نظر ان دو چھوٹی بڑی لڑکیوں پر پڑی. بڑی لڑکی سیاہ پورے عبائے میں سعودی اسٹال میں نقاب کیے غصے والے لہجے میں مگر دبی آواز میں چھوٹی لڑکی کو ڈانٹ رہی تھی. چھوٹی لڑکی تحریم کی ہم عمر کریم عبائے کو آگے سے کھلا چھوڑے کالے گھنگریلے بالوں پر پیلا بینڈ باندھے ہاتھ میں خوبصورت گھڑی پہنے. ایک ہاتھ ٹرانسپیرنٹ بکس میں ڈالے سفید رنگ کی چھوٹی پینسل (جو ریویو کے لیے رکھی گئی تھیں) نکال کر گھڑی والے ہاتھ میں جمع کر رہی تھی. بڑی لڑکی کو سرے سے نظر انداز کیے بہت مصروف سی تھی. کئی لوگ گزرتے مڑ کر ان دونوں کو دیکھ کر جا رہے تھے.

بڑے لڑکی نے اس بار اسے کھینچتے ہوئے اپنے ساتھ لیے چلنے لگی ساتھ عربی میں کچھ کہہ رہی تھی. زرہ کو کچھ سمجھ نہ آیا کے وہ لڑکی کیا کہہ رہی تھی بس سر جھٹک کر مسکراتی ہوئی دوبارہ فون میں مصروف ہو گئی.

کچھ دیر اور گھوم کر اب اسٹور سے نکل آئے.

(چلو میں آتا ہوں "Coffee Season" تم لوگ کافی سیزن)

زریاب اپنی بہنوں کو لیے چل دیا....

زبور نے سرگوشی میں زرہ سے کہا "یقیناً ہمارا ابھو کا بھائی کچھ کھانے گیا ہوگا"....

زرہ کو تو اس بات کا سو فیصد یقین تھا لیکن اس نے زبور کو ٹوکا "بری بات ہے میری چھوٹی۔ہو سکتا ہے وہ کہیں اور گیا ہو"....

"ہونہہ ہو" زبور نے منہ بنایا....

تحریم ان دونوں کے انداز پر ہنسی دباتے اپنے کندھے پر لٹکتے چھوٹی بیگ میں سے چار ٹوبلرون چاکلیٹ نکال کر ان تینوں کو دیے۔خود بھی کھول کر منہ میں ڈالا اور بولی "اُخت" پھر جلدی سے سر پر ہاتھ مارتے وضاحت کی "واللہ! میں بھول گئی" مسکراتے کہا "میرا مطلب تھا آپی! آپ کو پتا ہے اس چاکلیٹ کے کاغذ پر یہ جو پہاڑ بنا ہے یہ

Swiss Alp

ہے لیکن" وہ سب اب کافی سیزن کے کونے والے ٹیبل Matterhorn کا پہاڑ کے گرد پڑی سلیٹی صوفوں پر آ بیٹھے۔تینوں بہن بھائی اس چھوٹی لڑکی تحریم کی طرف متوجہ تھے "اس میں یہ پزل ہے کہ اگر اس کاغذ پر بنی اس پہاڑ کو غور سے دیکھو تو اس کو ظاہر کرتا ہے Bern کے شہر Switzerland میں یہاں ایک ریچھ بنا ہوا جو کیونکہ اس شہر کو ریچھ کا شہر

) The city of bears(

کہا جاتا ہے"اس کی بات کے اختتام پر زریاب مزے سے بولا"دیکھا مجھے تو پہلے سے لگتا تھا یہ پہاڑ میں ریچھ ہی ہے" گردن اکڑاتا فخریہ انداز میں بالوں میں ہاتھ پھیرا....

زبور نے منہ بناتے کہا"آئے بڑے تم ہوشیار"....

"بس کبھی غرور نہیں کیا"شرمانے کی اداکاری کی....

اس کے انداز پر وہ تینوں لڑکیوں نے کھکالگایا....

زرہ کو کھل کر ہنستا دیکھا وہ ان کے ساتھ ہنس دیا کیونکہ اس کا مقصد پورا ہو گیا تھا۔ وہ اپنی بہن کو نارمل کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

ان کی نوک چوک میں وہ دونوں میاں بیوی تکون کی شکل میں خوبصورتی سے بنے سیاہ باڈر والے بہتے فوارے کے پاس سے گزرتے ان تک آ گئے۔سب سے مل کر بیٹھ گئے باتوں کے درمیان زبور نے پوچھا"آپ کوریان بھائی نے بتایا ہم یہاں ہیں؟"

عثمان صاحب نے نیم تھکن سے جواب دیا"ہاں جی بیٹا! وہ خود کہاں ہے؟"

"ادھر ہی ہے بس آتا ہو گا"....

تبھی ریان سلام کرتا زریاب کے ساتھ بیٹھ گیا۔

ازکا نے غور سے زرہ کا چہرہ دیکھتے پوچھا"زرہ آپ کے چہرے پر چوٹ کیسے لگی؟"

زرہ ان کے سوال پر تھوڑی ہچکچائی لیکن اس کے کچھ کہنے سے پہلے اس کا بھائی اس کی

ڈھال بن گیا" کل رات زرہ کا واشروم میں پاؤں پھسل گیا تھا"....

ازکا اور عثمان ایک ساتھ فکر مندی سے اب پوچھ رہے تھے "زیادہ چوٹ تو نہیں لگی؟"

زرہ نے مطمئن کرنے کی کوشش "نہیں! اللہ کا شکر ہے بچت ہو گئ"....

ازکا اب ان سے کل کے بارے میں پوچھ رہی تھی کہ سمندر کیسا لگا؟ کیا کیا؟ وغیرہ اور اس کی چھوٹی بہن اب کی بار اس کا دفاع کیے ہوئے تھی.

چاہے وہ لڑتے تھے, جھگڑتے تھے, آخر تھے تو وہ بہن بھائی نا, جو ایک دوسرے کو تھامنے کے لیے ہمیشہ تیار رہتے تھے....

باتوں میں فون بجا عثمان صاحب اور زریاب اٹھ کر مہمان کو لینے چل دیے....

دس منٹ بعد ان کی واپسی ہوئی. ان کے ساتھ تیسرے فرد کو دیکھ وہ چونکی بلکہ ساکن ہو گئ. "یہ یہاں کیسے؟" اس کے لبوں پر آ ٹھہرا تھا جو ادا نہیں ہو سکا.

عثمان صاحب اور زریاب مہمان کو لیے میز تک آئے سب سے سلام کیا وہ زریاب اور ریان کے ساتھ بیٹھ گیا. عثمان صاحب نے اس کا تعارف کروایا. جو چیک والی سرمئی پینٹ اور سیاہ رنگ کی شرٹ میں سیاہ شوز پہنے سوائے کوٹ کے, جیل سے بنائے بالوں میں ہمیشہ کی طرح سنجیدہ شہد رنگ آنکھوں سے عثمان صاحب کی طرف متوجہ تھا. "یہ ضمیر رسول ہیں. ہمارے مہمان پاکستان سے کل ہی آئے ہیں"

زبور نے سرگوشی کی "یار بیا! یہ بندہ کتنا ہنڈسم ہے"

اپنے سامنے بیٹھے شخص کی یہاں موجودگی دیکھ شوک میں تھی تو اس کے کمنٹ پر کچھ نہیں بولی. وہ سمجھنے سے قاصر تھی. یہ اس کے ساتھ ہو کیا رہا ہے؟ چوبیس گھنٹوں میں گمشدہ ہونا. وہاں سے بھاگ آنا. وہاں ان آدمیوں کی آوازیں جس میں اپنے بوس کا ذکر کرنا. پھر اس ڈرئیوار کا بغیر کرایا لیے اسے باحفاظت چھوڑ کر جانا. اب ضمیر رسول کا یہاں موجود ہونا؟ وہ سمجھ نہیں پار ہی تھی. کیا یہ محض اتفاق تھا. ہاں شاید یہی اتفاق ہے لیکن اتنی ساری چیزیں کیا اتفاق ہو سکتی ہیں؟ وہ اس بات کو مان بھی لیتی اگر وہ رپورٹر نہ ہوتی. اسے خیالوں کی دنیا سے باہر زبور کی کونہی نے نکلا. جو اشارے کر رہی تھی. سب کو اپنی طرف متوجہ دیکھا سنبھلی.

ریان کی طرف متوجہ ہوئی جو اس سے کچھ پوچھ رہا تھا "کیا لو گئی؟"

ریان نے اس کے تاثرات سمجھ کر دوبار پوچھا....

اس پہلے وہ کچھ کہتے زریاب نے پھر بات سنبھالی "زرہ کے لیے آئس کیفے لاتے (ice cafe latte)"

زرہ نے سکون کا سانس لیا. بس اپنے سامنے بیٹھے شخص کو دیکھ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ یہاں سے بھاگ جائے. کل رات والے حادثے نے اس پر گہرا اثر چھوڑا تھا. ضمیر

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

عثمان اور زریاب سے باتوں میں مصروف تھا.

زبور سر گوشی کی انداز میں بولی "یار بیا! یہ تھوڑا عجیب نہیں لگا آپ کو, چاچو اپنے چھڑے اوپر سے جوان خوش شکل نوجوان کو اپنی گھر کی عورتوں میں لیے بیٹھے ہیں.

ہمارے گھر کا یہ ماحول تو نہیں ہے؟" الجھا سہ لہجا تھا.

اس نے کندھے اوچا کے "مجھے بھی نہیں معلوم"....

ایسے ہی باتوں میں سب نے ہلکا پھلکا کھایا....

ازکا نے گولڈن رنگ کی پرفی کے سائزہ کا میٹھا جس کے دو پیس کیک کی طرح کریم سے جڑے ہوئے ان کے آگے کیا "زرہ, زبور یہ چیک کرو سعودی میٹھا بسبوستہ".....

انہیں مزے کا لگا تھا.

عثمان نے لڑکوں کے آگے کیا....

وقت گزرتا چلا گیا....

ضمیر ایک گھنٹا رکنے کے بعد چلا گیا....

ان سب نے مندی کھائی اور واپسی کی راہ لے لی تفریح کرنے کا ابھی اور موڈ تھا لیکن ازکا اور عثمان کا خیال کیے گھر لوٹ آئے....

''''''''''''''''

وہ آج ڈھلتی ٹھنڈی شام میں صبح کا نکلا اب گھر کو لوٹ رہا تھا. اب کی بار اس نے اپنے گھر کو جاتی راہ بدل لی تھی. وہ اب اس انجانے راستے سے جاتا کیا پتا وہ بزرگ خاتون واپس نہ کھڑی کسی اپنے کے انتظار میں ہوں. انہیں کسی مدد کی ضرورت نہ ہو. چاہے وہ پہلی ملاقات میں ان کے سوالات سے زچ ہوا تھا لیکن بعد میں ان کی دی ڈھیر ساری دعائیں یاد کرتا مسکرا دیتا. وہ ان سے مل کر ایک بار پھر دعائیں لینے کا منتظر تھا. ابھی وہ ان سوچوں میں ڈوبا ہوا تھا کہ فون بجا. کال اٹینڈ کرتا اسپیکر پر فون لگا "تم نے پتا کیا کون تھا؟ اس تاریخ کو کیا ہوا تھا؟"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس دن کوئی اور نہیں ضاد فیاضی آیا تھا یونیورسٹی "ساری انفارمیشن گوش گزار دی....

زرہ سے چند منٹ کی گفتگو کے بعد فون بند ہو گیا....

فون بند ہوتے گاڑی موڑے گھر چل دیا....

وہ اپنے رب سے دعا کرے گا تو اللہ ضرور اسے نیک سیرت خاتون سے ملا دے گا....

""""""""""""""""

وفا آج بارہ بجے کی دانیا کے سر پر سوار تھی. بلکہ زرہ والوں کے نہ ہونے کی وجہ سے وہ تقریباً روز ہی ان کے گھر پائی جاتی. (وفا کی ماما بھی منا نہیں کرتی تھی کیونکہ دانیا اور دانیا

کی دادی تو صرف گھر میں ہوتی) عموماً ایک دو گھنٹے بیٹھ کر چلی جاتی. بہت کم اس کی ملاقات دانیا کی دادی سے ہوتی وہ زیادہ طر مدرسے گئی ہوتی تین بجے تک واپسی ہوتی....

جب تک وہ واپس چلے جاتی....

آج بھی وہ جانے کو تھی لیکن دانیا کے بے حد اسرار پر روک گئی....

صو برسی خاتون سر پر چادر اوڑھ پر نور چہرے والی ایک کندھے پر تھیلے نما پرس لٹکائے. دونوں ہاتھوں میں مضبوطی سے سیاہ جلدی والی کتاب کو تھامے سینے سے لگائے ہوئے. سلام کرتی ایک صوفے پر آبیٹھی. ان کے بیٹھتے دانیا نے محبت سے جا کر وہ سیاہ جلدی والی کتاب اور بیگ لیا اور رکھنے چلے گئی.

پر نور, روشن چہرے لیے اسے دیکھا "دھی! کی حال آ؟" (بیٹی کیا حال ہے؟)

"جی اللہ کا شکر" اس نے مسکراتے ہوئے کہا....

"دھی تیری امی ٹھیک آ" (بیٹی تمھاری امی ٹھیک ہے) اگلا سوال کیا....

"جی آنٹی اللہ کا شکر" اس نے اگلے سوال کا جواب دیا....

"دھی رانی! آآنٹی کی ہونداوا؟ منو دادو بول جند ادانیا کیندی آ" (میری پیاری بیٹی آنٹی کیا ہوتا ہے؟ مجھے دادو بلاؤ جیسے دانیا بولتی ہے) محبت اور مان سے کہا....

دانیانے پانی کا گلاس شاہین بیگم کو پکڑایا. ان کے ساتھ بیٹھ گئی اوران کی ہاں میں ہاں ملی" بلکل صحیح کہہ رہی ہیں دادو"

"اوکے آنٹی" جلدی سے نفی کرتے کہا"میرا مطلب ہے دادو" مسکراہٹ اس کے لبوں پر پھیلی ہوئی تھی....

دانیاگلاس رکھنے چلے گئی....

وفاسے ادھر ادھر کی باتیں کرتے شاہین بیگم نے چائے پی اورانہیں یہ ہنسی مذاق خوش مزاج زندگی سے بھرپور لڑکی اچھی لگی....

عصر کی نماز پڑھ کراب وہ لوگ گھر کے ساتھ منسلک باغیچے میں تھے. رنگ برنگے پھولوں, سبز لہلہتے درختوں اور نئی پھوٹتی شاخوں کو شاہین بیگم پانی دے رہی تھیں. سبز گھاس پر وہ ننگے پاؤں چل رہی تھی.

اس نے شال کے دونوں پلوں کو مظبوطی سے اپنے گردلیا. سراوپر کیے آسمان کی طرف نگاہیں کی نیچے کواترتے سورج کی مدھم ہوتی شعاعوں میں آدھاآسمانی اور ہلکے نارنجی آسمان بے حدپر سکون منظر پیش کررہا تھا.اس کے جسم میں تازگی اتر رہی تھی.

سفید ٹیبل پر پڑا فون بجا تھا. دانیانے آوازدی....

اس نے فون اٹھایا. سلام دعا کے بعد سمرین بیگم کی آوازا سپیکر سے ابھری "بیٹاآپ گھر

آگئی ہو؟"

"نہیں ماما"اس نے جواب دیا....

"کیوں؟"ان کے لہجے میں فکر مندی اور تشویش دونوں کے انصار جھلک رہی تھی....

"میں دادو میرا مطلب ہے دانیا کی دادو کے ساتھ مصروف تھی ٹائم کا پتا نہیں چلا"اس نے سادہ سے الفاظ میں بتایا....

"اچھا! چلو ابھی ڈرئیوار کو کال کر دو آ کر لے جائے گا"انہوں نے اگلا لائحہ عمل بتایا....

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دانیا اسے اشارے میں یہیں رکنے کا کہہ رہی تھی.

ان کی مشکل کو آسان کرتے پانی والا ہرے رنگ کا کین زمین پر رکھا اور وفا کے پاس آتے بولیں"لا دھیے! میری گال کروا"....

اس نے فون ان کی طرف بڑھا دیا....

چند منٹ کی گفتگو میں وہ سمرین بیگم کو مطمئن کر کے فون اسے تھامتی دوبارہ پانی والا برتن اٹھائے پودوں کو پانی دینے لگی.

آلو تراشتی دانیا نے اس کے ازلی انداز میں وکٹری کا نشان دیکھا....

مسکراہٹ اچھالے کال کی طرف متوجہ ہوئی "جی ماما!"

"ہاں چلو تم رک جاؤ میں بھی رقیہ بھابھی کی طرف آئی ہوئی ہوں. میں بھی ادھر ہی رہ لوں گئی وہ ویسے بھی کب سے مجھے رکنے کا بول رہی تھیں" ان کے لہجے میں کافی اطمنان سہ تھا....

وہ فون بند کرتے خوش ہوتی دانیا کے گلے جا لگی تھی....

دانیا نے مسکراتے ہوئے محبت سے پاش لہجے میں کہا" چلو آج میں تمھیں دانیا اسپیشل بریانی کھلاتی ہوں"....

خوب مستی مزے اور نئے ماحول میں خوش سی کھانا کھایا. دانیا کے کمرے میں سرخ رنگ کی شلوار قمیض میں دانیا اور وہ یونیورسٹی کا کوئی قصہ ایک دوسرے کو سناتے ہنس رہی تھیں.

دانیا سادہ سفید شلوار قمیض میں بالوں کو چٹیا میں باندھ کر اب اس کے ساتھ بیڈ پر آبیٹھی.

پھر ایسے ہی باتوں میں دونوں نے زرہ کو کال ملالی....

کال اٹھاتے زرہ کا چہرہ اسکرین پر ابھرا.

سلام کیے بغیر اس نے تفکر سے پوچھا" تمھیں کیا ہوا ہے؟ ییہ یہ چوٹ کیسے لگی ہے؟

تم ٹھیک تو ہو نا؟ تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں؟"

وفا نے ایک سانس میں اتنے سارے سوالات کر ڈالے. زرہ مسکرا دی. وہ جانتی تھی. وہ اس کی چھوٹی سی چوٹ پر فکر مند ہو جاتی ہے تو آج کیسے نا ہوتی....

"اب تم کچھ بولو گئی" اسے گھورتے ہوئے وفا نے پوچھا....

"بہن! کچھ نہیں ہوا بس واش روم میں پیر پھسل گیا تھا" وہ اسے سچ بتا کر پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی....

"تم دانیا کی طرف رکی ہو؟" زرہ نے بات بدلتے حیرت سے پوچھا....

"ہاں یار! اب تم یہاں نہیں ہو دانیا کا سر کھا رہی ہو" دانیا کی طرف اسکرین کی "تم بات کرو میں پانی پی کر آتی ہوں"....

خود چپل پہن اٹھتی شال سینے کے گرد پھیلے بالوں کا جڑا بنائے کچن میں آ گئی. پانی پی کر کچن سے نکلنے لگی اسی لمحے کے آدھے حصے میں اسے سیاہ ہلیا جاتا دیکھا اپنی آنکھوں کو دوبارہ جھپکا لیکن کچن کے پار راہداری خالی تھی. اپنا واہم سمجھتی کمرے میں آ گئی. دانیا کے ساتھ کمبل اوڑھے لیٹ گئی. دانیا نے فون کی اسکرین اس کی طرف کی....

اس نے سرسری استفسار کیا" کون مہمان آیا تھا مامو (یعنی خالو) کا؟" اس نے شام میں موصول ہوئے زرہ کے مسیج کا پوچھا جس میں کسی مہمان سے ملنے کا ذکر کیا تھا....

"وووہمہ ہہ" سوچ میں ڈوبے بولی "سر ضمیر رسول" اس کے جواب نے وفا کو حیرات میں مبتلا کردیا....

"وہ کیسے؟ وہ وہاں؟ تم نے بتایا؟" آدھے ادھرے وفا نے کئی سوال کیے....

"مجھے کچھ نہیں معلوم. نہیں!! میں نے نہیں بتایا. ہو سکتا اب ہم دوبارہ نا ملیں" زرہ کے لہجے میں ایک امید تھی کہ وہ واپس ضمیر سے نہیں ملے گئی لیکن کون جانے....

چند ایک باتوں کے بعد فون رکھ دیا....

سیاہ ہلیے کا خاکہ بھول گئی تھی بس کئی نئے سوالات نے جنم لیا تھا آخر ضمیر رسول وہاں کیسے اور وہ زرہ والوں کا مہمان ہی کیوں؟ سر جھٹکا اور باتوں کے دوران اپنے ساتھ لیٹے دانیا سے بولی "یار دانیا جب میں اور زرہ پہلے بار یہاں آئے تھے. میں واشروم گئی تھی تو میں کچن کے ساتھ جو دوسری سائیڈ میں کمرا ہے نا وہاں چلیں گئی تھی مجھے لگا وہ تمہارا کمرا ہے"....

دانیا نے اس کے کھلے بالوں میں اپنی نرم سی انگلیاں پھیرتے ہوئے بتایا "وہ میرے بھائی کا کمرا ہے. وہ یہاں نہیں ہوتے"....

"او اچھا!" اس نے اور کوئی سوال نہیں کیا....

پھر کچھ دیر بعد وہ دونوں نیند کی وادیوں میں اترتی چلے گئیں....

نئے صبح کی امید لیے.... نئے اوراق پر اپنی کہانی کے اگلا باب لکھنے....

''''''''''''''''''''

وہ سلام مال سے آکر تھکن اور الجھی سوچوں میں اسٹڈی ٹیبل پر سر رکھے ہر چیز کو سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی.

فکر مند بھی تھی. تبھی اس کے فون پر اسی غیر شناسی نمبر سے میسج موصول ہوا"زندگی زیادہ نہیں بس کسبِ حلال سے کسبِ حیات تک کا سفر ہے"اس میسج پر ایک خیال نے چیخ کر کہا"زرہ بی بی! تمہاری اب تک کی زندگی ان چند حروف کے کبھی مترادف اور کبھی متضاد ہی گزری ہے....

خیال کی چیخوں کو دبانے کے لیے اس نے نیند کے آغوش کا سہارا لیا. نیند کی وادیوں میں اترتے سارے خیالات کی چیخ و پکار کہیں پیچھے پس منظر میں رہ گئی....

اگلا منور دن سمندر کی دلہن یعنی جدہ کے اس علاقے کے فلیٹ میں ہلچل سی مچا گیا....

آج انہوں نے جدہ سے مدینہ کا سفر طے کرنا تھا. اس پاک سرزمین کا جس نے ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے ساتھیوں کے لیے اس سرزمین کے دروازے کھول دیے تھے. آج وہ سب صبح سے اپنے سامان کی پیکنگ میں مصروف تھے. ان کا یہ چار دن کا ٹرپ تھا. ان چار دنوں کے بعد آنے والا دن ان کی زندگیوں کا

نقشہ الٹا دینے والا تھا لیکن کون جانے!

شام کے چھ بجے گاڑی میں سامان رکھے بیٹھنے لگے تبھی ایک سیاہ کاران کی گاڑی کے پاس آرکی وہ نیوی بلو جینز پر ہلکی بھوری شرٹ پہنے بال بنائے ہمیشہ کی طرح سنجیدہ لیکن تازہ دم چہرے کے ساتھ عثمان صاحب سے مل کر اب ان کے ساتھ جانے کو تیار تھا۔ ریان اور زریاب اس کے ساتھ گاڑی میں بیٹھ گئے۔باقی سب عثمان صاحب کے ساتھ سوار ہوئے مدینہ کے رستے میں سوار نکل پڑے۔نیم اندھیری رات میں وہ مسجد نبوی کے قریب ترین بنی اس ہوٹل کے کمرے میں ابھی پہنچے تھے۔زرہ یقینی,بے یقینی میں مبتلا تھی۔وہ ہوٹل کے اس کمرے کی گلاس وال پر ہاتھ رکھے بھری آنکھوں سے مسجد نبوی دیکھتی اپنے آپ کو یقین دلانے کی کوشش میں تھی۔ہاں وہ واقعی اس پاک سرزمین اور اس سبز گنبد کو اپنے بہت قریب دیکھ رہی ہے۔ہائے! لیکن یہ یقین آئے نہیں آتا تھا۔

زبور کی آواز پر بھی کان نہیں دھرنا چاہتی تھی۔اسے لگتا تھا اگر وہ ایک سیکنڈ کے لیے بھی پلکیں جھپکائے گئی تو منظر بدل جائے گا....

''''''''''''''''

فیاضی بھون کی اس اعلی شان کھلی داخلی راہداری میں گول سے زینے اوپر کو جارہے

تھے. سیاہ کالین بچھا ہوا. وہیں کائی رنگ کے صوفے پر فیاضی بیٹھا سکون سے ٹیک لگائے. سگار پر سگار بھونکتا ایش ٹرے بھر رہا تھا. بائیں جانب اوپری دیوار سے نیچے تک لگے شیشے میں اس کا آدھا عکس نمایاں ہو رہا تھا. ریمحانائٹ پارٹی سے ابھی تک نہیں لوٹی تھی. رات کے اس پہر فیاضی بھون میں چند ایک نوکروں کے سوا کوئی نہ تھا. بھون کے اس حصے میں نیم بلب کی مدھم روشنی آسمان پر پھیلی سیاہی سے تھوڑی کم تھی. بیرونی دروازہ کھل کر بند ہوا ہیل کی ٹک ٹک سیاہ کالین کی وجہ سے قدرے کم لیکن آہستہ آہستہ اس کے قریب سے ہوتے سیڑھیوں کی طرف بڑھی. اس نے سگار کا کش بھرتے آواز دی. سیڑھیوں کو جاتے وجود کے قدم تھامے. مڑ کر دیکھا "او! آآآپ" مسکراتے ہوئے اس تک آئی. شیشے میں اس کا حلیہ نمایاں ہوا. گولڈن سلیوز لس گاؤن میں بالوں کا جوڑا بنائے پیروں میں سیاہ ہیلز اور خوبصورتی سے میک اپ کیے. ہاتھ میں ہیرے کی انگوٹھیاں پہنے. ہیرے کے چھوٹے چمکتے نایاب ایر نگ کانوں میں لٹکائے. ایک ہاتھ میں سیاہ پرس پکڑے ہوئے. بے حد حسین لگ رہی تھی.

فیاضی ایش ٹرے میں سگریٹ مسلتا اس کے مدمقابل اٹھ کھڑا ہوا. خونی آنکھوں سے اس کی کرسٹل کی طرح کی پرکشش آنکھوں میں دیکھتا غرایا "ریمحا فیاضی اگر میں کچھ نہیں معاف کر سکتا تو وہ مجھے دیا دھوکا ہے" کائی صوفے کے درمیان پڑی میز سے واس

اٹھا کر دیوار میں نصب شیشے میں دے مارا شیشے پر ایک لمبی دراڑ کھینچ گئی. ریحا دو قدم پیچھے ہوئی. فیاضی نے اب کی بار سگار کے ذرروں سے بھرا ایش ٹرے اس کے قدموں کے پاس پھینک دیا. کانچ کا ایش ٹرے کئی ٹکروں میں تقسیم ہو گیا....

ریحا نے اپنے کانوں پر دونوں ہاتھ رکھ لیے....

کاش ریحا کو بتا ہوتا کے اگلے لمحے بس اگلے لمحے میں کیا ہونے والا ہے تو وہ بھاگ جاتی....

دوسری طرف کئی سو میل دور سمندر کے پار اس لگژری ہوٹل کے پر آسائش کمرے کا دروازہ بجا. اس کا باڈی مین اندر آیا اور خبر سنائی. جو ضاد فیاضی کے اوصاف شل کر گئی....

لیکن کیا....

آخر کیا....

کون جانے....

''

جاری ہے

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیوایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگرآپ ہماری ویب پراپناناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کرواناچاہیں تواردو میں ٹائپ کرکے مندرجہ ذیل ذرائع کااستعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریرایک ہفتے کے اندراندرویب پرپوسٹ کردی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپردیئے گئے رابطے کے ذرائع کااستعمال کرسکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیوایرامیگزین

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews